(Army میں شامل ہو گئے تھے، اُنھوں نے اچھی خاصی خوشحال اور تعلیم یافتہ برادری بنالی ہے۔

جب فروری میں شانتی نگر کے جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار کے بعد بشپ آزاد کی اہلیہ لیزلی نے علاقے کا دورہ کیا تو اُس نے محسوس کیا کہ "واضح طور پر نظر آتا تھا کہ حملہ لوگوں کو جان سے مار ڈالنے سے کہیں زیادہ اُنہیں غربت کی اُس سطح پر لے آنے کے مقصد سے کیا گیا تھا کہ وہ اپنے حملہ آوروں سے زیادہ خوشحال اور اثر ورسوخ کے مالک نہ بنیں۔"

مسز لیزلی نے مزید کہا: "ان تجربات میں جو عام سی شہادت سامنے آتی ہے، یہ ہے کہ خاندانوں نے مل کر اپنے تحفظ کے لیے خدا سے دعا کی اور وہاں کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔"

مارچ میں لیزلی کے خاوند [آزاد مارشل]، ریورنڈ ڈاکٹر فان ڈی بجل (ہالینڈ کی "سالٹ فاؤنڈیشن" اور "عبادت" کے پروگراموں کے سربراہ) اور سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر جسٹس نسیم حسن شاہ کے ساتھ شانتی نگر گئے تاکہ "شہزادہ امن" لائبریری اور مرکز کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔

بشپ آزاد، لائبریری قائم کرنے کے فراخ دلانہ تحفے پر ڈاکٹر بجل کے شکر گزار ہیں۔ لائبریری کا قیام شانتی نگر کے متاثرین کی بحالی، تعمیرِ نو اور مکانوں کی مرمت کے لیے "عبادت" کے ابتدائی اقدامات میں سے ہے۔

رواداری، اخوت اور اقلیتوں سے انصاف کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا حوالہ دیتے ہوئے بشپ آزاد مارشل نے مطالبہ کیا ہے کہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں ۱۹۹۱ء کی ترامیم کو زیادہ انسانیت نواز بنایا جائے اور مسیحیوں کو موقع فراہم کیا جائے کہ معاشرے کی تمام سطحوں پر وہ گھل مل جائیں۔

پاکستان: گولڈن جوبلی اور مسیحی - مسلم مکالمہ

[اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مختلف افراد اور گروہوں کے درمیان بہتر اور خوشگوار تعلقات کے لیے ضروری ہے کہ اُن کے درمیان روابط استوار ہوں، ایک دوسرے کے خلاف کوئی غلط فہمی نہ ہو اور اگر کبھی انسانی کمزوریوں کے تحت کوئی ناگوار حادثہ ہو جائے تو اس کے منفی اثرات پر قابو پالیا جائے۔ اس تناظر میں مسیحی - مسلم مکالمے کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ مکالمہ دونوں مذاہب کے حقیقی نمائندوں کے درمیان ہو۔ وطنِ عزیز کا مختصر سا سیکولر - لبرل مسلمان طبقہ جو معاشرتی و سیاسی سطح پر مذہب کو چنداں اہمیت نہیں دیتا، مذہب کے لیے جینے اور مرنے والے کروڑوں افراد کا کسی طور نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے مذہب دوست مسیحی رہنماؤں کا المیہ یہ ہے کہ اُنھوں نے اولاً مسلم عوام کے حقیقی نمائندوں کے بجائے ہمیشہ سیکولر - لبرل طبقے سے مکالمے کی کوشش کی ہے۔ ثانیاً اُنھوں نے اسلام کے حوالے سے عام آدمی کی حساسیت کو کبھی اہمیت نہیں دی۔

فادر جیمز چنن ایک کیتھولک مذہبی رہنما ہیں۔ اُنہیں مسیحی - مسلم مکالے میں دلچسپی رہی ہے، مگر اُن کا رویہ دیگر مذہب دوست مسیحی رہنماؤں سے چنداں مختلف نہیں۔ پندرہ روزہ "نقیب کیتھولک" (لاہور) نے اُن کا حسبِ ذیل مضمون شائع کیا ہے جو "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے قارئین کی دلچسپی کے لیے موقر معاصر کے شکریے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ مدیر]

پاکستان کی آزادی کی پچاسویں سالگرہ تمام پاکستانیوں کے لیے خوشی، مسرت اور اُمید کا پیغام لے کر آئی ہے۔ اور یہ موقع خدائے کریم کی شکر گزاری کا بھی ہے جس نے ہمیں ایک آزاد اور خود مختار مملکت سے نوازا۔ پاکستان کے معرض وجود میں لانے کے لیے مسیحیوں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ نہ صرف تحریکِ پاکستان، بلکہ اس کی آزادی، بقا اور تعمیر و ترقی میں بھرپور حصّہ لیا ہے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے، اس کی ترقی ہماری ترقی ہے اور اس کے مسائل ہم سب کے مسائل ہیں جنہیں ہم نے مل جل کر حل کرنا ہے۔

پاکستان میں بسنے والے شہریوں کو ایک جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا ملک دنیا کے پس ماندہ ترین اور غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ ہمارے ملک کی چالیس فیصد آبادی بد ترین افلاس کا شکار ہے جس کے بچے سکول نہیں جا سکتے ہیں، ان کے سر پر چھت نہیں، پاؤں میں جوتا نہیں، تن ڈھانپنے کے لیے مناسب کپڑا نہیں، اور پینے کے لیے صاف پانی نہیں۔ یہاں پر مسیحی اور مسلم میں تمیز نہیں کی جا سکتی، کیوں کہ مندرجہ بالا معاشی، تعلیمی غربت اور بے روز گاری کے مسائل ہم سب کے ہیں۔

پاکستان کی تعمیر و ترقی اور اسے اکیسویں صدی میں پُروقار طریقے سے داخل کرنے کے لیے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم مل جل کر اپنے وطن عزیز کی بقا اور ترقی کے لیے کام کریں۔ ہمارا ملک اندرونی اور بیرونی خطرات سے دوچار ہے۔ دہشت گردی عام ہے اور ایک انسان کی زندگی انتہائی غیر محفوظ ہے۔ ہمیں ان چیلنجوں کا مل کر مقابلہ کرنا ہوگا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم مسیحی اور مسلم ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے وجود کو تسلیم کریں۔ دوسروں کو جینے کا حق دیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں اور مذہبی اقدار کو سمجھنے اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھنے کا جذبہ پیدا کریں۔

پاکستان میں مسلم بہت بڑی اکثریت میں ہیں، جبکہ اقلیتوں میں سب سے بڑی آبادی مسیحیوں کی ہے۔ اس واسطے ہمیں ایک دوسرے کے نزدیک آنے اور مذہبی نقطۂ نظر کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ نہ صرف پاکستان میں، بلکہ دنیا بھر میں مسیحیوں اور مسلمانوں کی آبادی ۳ ارب سے تجاوز کر چکی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ یہ دنیا کی کل آبادی کا فیصد ۵۴ ہیں۔ اسلام اور مسیحیت دونوں عالم گیر مذاہب ہیں اور ان کے مومنین دنیا کے تمام خطّوں اور ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ لہذا اس بات کی اشد

ضرورت ہے کہ دونوں مل کر نہ صرف پاکستان، بلکہ پوری دنیا کی بھلائی، ترقی اور امن کے لیے کام کریں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان موضوعات پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اپنی قوتیں صرف کرتے ہیں جن کا مقصد مسیحیوں اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہے۔ ہمیں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ جب ہم اکیسویں صدی کی دہلیز پر ہیں تو ہمیں اپنے اندر نئی سوچ پیدا کرنی ہوگی اور انداز کو بدلنا ہوگا جس سے دوریاں کم ہوں اور نزدیکیاں بڑھیں۔

مسیحی اور مسلم ایک خدا کی خدمت کرنے کا اشتیاق رکھنے میں برابر کے شریک ہیں۔ اس کے ازلی انعام کے لیے، اس کے انصاف کے منتظر اور اُمید کے لیے برابر کے متمنی ہیں۔ دونوں ہی تیزی سے بدلتی ہوئی دُنیا کے درمیان اصلی اخلاقی اقدار کی جستجو کرتے ہیں اور ان کو ہر روز کی زندگی کے پیچیدہ تقاضوں کے ساتھ منطبق کرتے ہیں۔ دونوں ہی انسانی معاشرتی ڈھانچے میں مزید انصاف کے قیام کے لیے پابند ہیں۔ مسیحی اور مسلم ایک دوسرے کو خدا کا خادم سمجھ سکتے ہیں۔ مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان ڈائیلاگ کے لیے مزید حوصلہ افزائی کی بات یہ ہے کہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پر مذہبی تجدید میں ملوث ہیں۔ وہ الٰہی پیغام کو جس طرح سے وہ جانتے ہیں، کو زیادہ گہرائی تک محسوس کرنے کی توقع کرتے ہیں۔ مسیحی اور مسلمان آج خود کو چیلنج کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کے جو اُن کے دلوں میں پیوستہ ہے، الٰہی پیغام پر اپنی توجہ مرتکز کریں۔ وہ جو سنجیدگی سے خدا کی مرضی تلاش کرتے ہیں، مزید براں اُنہیں محبت میں ایک دوسرے کے قریب آنا چاہیے۔

ان پہلوؤں کے باوجود جو مسیحیوں اور مسلمانوں کو باہم متحد کرتے ہیں، دونوں گروپوں کو منفی رویّوں اور حالات سے آگاہ رہنا ہوگا جو ڈائیلاگ کی راہ میں حائل ہوتے ہیں اور مشکلات پیش کرتے ہیں۔ ان میں سب سے غالب رویّہ خوف کا ہے۔ اقلیتی گروپ کو اکثریت سے خوف رہتا ہے۔ یہ خوف ان لوگوں کی طرف سے ہے جو مضبوط سیاسی اور مالی حالت میں ہیں اور اقلیت کو سیاسی یا مالی نقصانات پہنچاتے ہیں۔

دوسرا پہلو جو ڈائیلاگ کی راہ میں حائل ہے، وہ اب بھی دونوں جانب سے اپنے آپ کو دوسرے سے اعلیٰ تصوّر کرنا ہے۔ بہت سے مسیحی اور مسلمان خود کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھتے ہیں اور ان میں یہ احساس موجود ہے کہ اُنہیں ڈائیلاگ سے کچھ نہیں سیکھنا۔ اس طرح کی اپروچ میں ڈائیلاگ ناممکن ہے۔ ڈائیلاگ میں شرکاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ برابری اور باہمی اعتماد کی فضا میں رہ کر صبر اور برداشت سے کام لیں تاکہ ان مسائل جو اکثر سر اٹھاتے ہیں، کے باوجود تبادلۂ خیال جاری رکھیں۔ مشکلات کے باوجود ڈائیلاگ کی ضرورت کے لیے مسیحیوں اور مسلمانوں کے شعور میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پاکستان میں ڈائیلاگ کے لیے تعلیم

بہت سے مسیحی محسوس کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں اور یوں مسلمانوں کے نظریات اور اعمال کو سمجھنے میں انہیں دقت پیش آتی ہے۔ والدین، منّاد صاحبان اور معلموں کو اپنے بچوں کو سکھانا چاہیے اور دین اسلام میں موجود مقدس اقدار اور بہت سی اچھی باتوں کے بارے میں بتانا چاہیے۔ مسلمانوں کے اعمال اور اعتقادات کے بارے میں بنیادی علم جو کہ قابل اعتماد اور مقصدی ذرائع سے لیا گیا ہو، یہ کاتھولک مسیحی ٹریننگ کا حصّہ بننا چاہیے نیز وہ اسلام کے بارے میں تعصب سے پاک ہو۔ اور ساتھ ہی اختلافات کی جانب رجحان سے احتراز کرنا چاہیے۔ مسیح کے ساتھ مضبوط وفاداری رکھتے ہوئے مسیحیوں کو مسلمانوں کے اعتقادات کا احترام کرنا ہوگا۔ اسی طرح مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسیحی اقدار اور عقائد سے واقف ہوں، اور وہ مسیحیوں کا نقطۂ نظر سمجھ سکیں، اور یہ ان کی تعلیم کا حصّہ ہو۔

پاکستان میں مسیحی - مسلم ڈائیلاگ کے حوالے سے بہت سارے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں مدد ملی ہے۔ اس مثبت سوچ کے لیے وطنِ عزیز کے بہت سارے شہروں میں مختلف گروپس، انجمنیں اور سنٹرز مسیحی - مسلم ڈائیلاگ اور رواداری کے لیے کام کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر لاہور میں پاکستان ایسوسی ایشن آف انٹر ریلیجس ڈائیلاگ، فیتھ ان ایکشن، ڈومنیک سنٹر، انجمن روشن خیال مصنفین، راولپنڈی میں کرسچن سٹڈی سنٹر، یونیورسل مسلم - کرسچن یگانگت فاؤنڈیشن، کراچی میں کرائسٹ دی کنگ سمیزی، ورلڈ کانفرنس آن ریلیجن اینڈ پیس، حیدرآباد میں انسان دوست ایسوسی ایشن، پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان، اس کے علاوہ، فیصل آباد، سانگھڑ، نواب شاہ، کوئٹہ، گوجرہ، خانیوال، بہاولپور، مظفر گڑھ، ساہیوال، اوکاڑہ اور جھنگ میں مختلف تنظیمیں مسیحی - مسلم ڈائیلاگ کے فروغ کے لیے بھرپور کوششیں کر رہی ہیں۔ قومی سطح پر پاکستان کاتھولک بشپ صاحبان نے نیشنل مسیحی - مسلم رابطہ کمیشن قائم کیا تاکہ مسیحی - مسلم اتحاد کو مزید استحکام دیا جائے۔ اس کمیشن کے چیئرمین تقدس مآب ڈاکٹر بشپ جان جوزف ہیں اور وہ مسیحی - مسلم اتحاد کے لیے بڑا جاندار کردار ادا کر رہے ہیں۔

پاکستان میں رہتے ہوئے اور مسیحی ہونے کے ناتے ہمیں ہر قدم پر اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ان کے بغیر ہم کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ماضی میں چند ایک اہم تاریخی واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ہمیں مسلمان بھائیوں کی ہر موڑ پر ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جب شناختی کارڈ کے مسئلے نے سر اٹھایا۔ سلامت مسیح، منظور مسیح، رحمت مسیح، گل مسیح پر ۲۹۵- سی کے تحت جھوٹے مقدمے چلائے گئے تو ان معصوم اور بے گناہ

مسیحیوں کا دفاع کرنے کے لیے بہت سارے مسلمان انصاف کے حصول کے لیے میدان میں کود پڑے اور انہوں نے ان مسیحیوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی۔ اس سال شانتی نگر کے سانحہ میں بھی بہت سارے مسلمانوں اور خصوصاً علماء نے مسیحیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور ان تمام شرپسند عناصر کی مذمّت کی جنہوں نے شانتی نگر کو جلانے اور گرجا گھروں کو تباہ کر کے اپنی بربریت کا ثبوت دیا۔ مسیحیوں اور مسلمانوں نے مل کر اس گھناؤنے اور غیر انسانی فعل کی مذمت کی۔

پاکستان میں رہتے ہوئے انسانی حقوق، اقلیّتوں کے تحفّظ، ملک میں رائج امتیازی قوانین جن سے مسیحیوں کا استحصال کیا جاتا ہے اور اُنہیں دوسرے درجے کے شہری تصوّر کیا جاتا ہے، ان قوانین کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے ساتھ کی اشد ضرورت ہے۔

گزشتہ پچاس سالوں میں پاکستانی مسیحیوں نے تعلیمی، طبی، انسانی بھلائی اور دفاع پاکستان کے میدانوں میں قابلِ ستائش خدمات سرانجام دی ہیں جن سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ان پر مسیحی قوم کو بے حد فخر ہے۔

پاکستان میں مسلمانوں اور مسیحیوں کو باہمی ڈائیلاگ کی بے حد ضرورت ہے، اور پاکستان کی گولڈن جوبلی ہمیں یاد دلاتی ہے، کہ ہم ماضی کی رواداری اور افہام و تفہیم کو آگے بڑھائیں اور تلخ حقیقتوں کو تسلیم کریں اور روشن مستقبل کی طرف قدم بڑھائیں، کیوں کہ ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہمارے خون کا رنگ ایک ہے، ہمارے مسائل ایک ہیں، ہماری دھرتی ماتا ایک ہے، اور جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں، منافرت کی راہوں پر نہیں چل سکتے۔ آج مناظرے کا نہیں، بلکہ مکالمے کا دور ہے اور یہ مکالمہ نہ صرف اوپر والی سطح اور پڑھے لکھے لوگوں میں ہونا چاہیے، بلکہ اس کی ضرورت نچلی سطح اور ناخواندہ لوگوں میں زیادہ ہے۔ ہم ان عناصر سے باخبر رہیں جو مذہب کی بنا پر دوسروں کو حقیر جانتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج تک پاکستان میں مسیحیوں اور مسلمانوں کے مابین کوئی مذہبی فساد برپا نہیں ہوا جس نے ملک گیر تحریک اختیار کی۔

پاکستان میں مسیحیوں اور مسلمانوں کو اکیسویں صدی میں پروقار طریقے سے داخل ہونے کے لیے دل کے ڈائیلاگ کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں رواداری، افہام و تفہیم کو فروغ دینے اور عزت کی نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری ملکی اور ذاتی ترقی کا راز اسی میں پنہاں ہے کہ ہم ایک دوسرے کے وجود کو دل کی گہرائیوں سے قبول کریں اور تمام مسائل کا حل خوشگوار ماحول میں ڈھونڈیں۔ اس سے وطنِ عزیز تمام دنیا کی نظروں میں عزت و احترام سے دیکھا جائے گا۔ تمام اہلِ وطن کو گولڈن جوبلی مبارک۔